یاایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما
سراپا احسان خدا کہ سراپای محمد مصطفیٰ شفیع الامم نبی العرب والعجم مسمیٰ
سراپای رسول اکرم
در مطبع مظہر العجائب مدراس حلیۂ الطباع پوشید صلی اللہ علیہ وسلم
اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِلّٰہِ الحمد شبِ غم نے اوٹھایا بستر
مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر

مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر
بارک اللہ طبیعت کا ہی رنگ دیگر

گر نہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعوا ہی
سجدہ کرتے ہین ملایک مرا وہ رتبہ ہی

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہین
مسندین فکر کے محفل مین بچھا جاتے ہین

تنگیِ بزمِ جہان دیکھہ کے گھبراتے ہین
کاو تکیہ کرۂ ارض کا اوٹھواتے ہین

یہہ ترا کوکبۂ شاہِ سخن اقدس کا
تنگ ٹھیرا جسے خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے

جل گئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقدِ پروین سے لکھے ہمنے سفتے کتنے

سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشان ہی آج
دستِ پُر نورِ عطارد مین قلمدان ہی آج

یون خرامندہ بشوخی قلم رعنا ہی — موج ہی جس سے خجل عرق عرق دریا ہی

بال پروازی پر چکیون پر اوڑتا ہی — آہو شوخ ہی کیا کبک خرامان کیا ہی

کوئی شاخ آہو ونکی جلوہ گری مین تو نہین

کوئی سرخاب کا پر کبک دری مین تو نہین

جوش آب در مضمون کی یہہ ہی طغیانی — عقل اول نے لکھا جسکو محیط ثانی

سخن صاف سے اس درجہ ہوی حیرانی — حلب آئینہ ہوا آئینہ پانی پانی

ہند مین جوش طبیعت جو کوی لہر دکھائے

سنکے اس نقشے کا جمنا ابھی گنگا جل جائے

آج کس رنگ سے گلزار سخن ہی پھولا — جب کھلا غنچہ تو دروازہ کھلا جنت کا

عالم آرا ہی یہہ گلشن رنگین بخدا — سایہ ہر نخل کا ہی آئینہ عکس نما

ہر شجر شمع ہدایت سے ہے لگن تھالی ہین

نام ظلمت نہین لالی کے یہان لالی ہین

سطر سنبل گل تر حرف ہی غنچہ نقطا — کاغذ مشق ہی اک سبز چمن کا تختا

طوطی بولا میری خامہ کا بیان شعرا — کیون نہو آج مین لکھتا ہون سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے

خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامہ سو — شاید آراستہ ہو جائین سخن کے گیسو

یا اوڑا لیجئے فردوس سے شاخ شبو — کہ شب فکر مین ہر سمت اوڑے مشکین بو

یا لکھون خامۂ نرگس سے یہہ رکھکر امید

مثل نرگس ہو قیامت مین مرا نامہ سفید

روشنائی بھی بنا لیجئے گر ہی منظور
پھر نہین ملنے کا جبریل امین سا مزدور
گوندھین شجرۂ طوبی سے ہو جتنا کہ ضرور
پانی ہو چشمۂ کوثر کا مگر صاف وطہور

پیسنے کے لئے ہو دیدۂ یعقوب کھرل
شمع افروختۂ طور سے لائین کاجل

رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے
لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے
خضر کو سالک آب از پی مرجان کیجے
لعل کے واسطے تسخیر بدخشان کیجے

وقت ہے اب یہی انجمن گردون کا
کہ شفق پر بھی ارادہ ہی مرا شبخون کا

اور کاغذ کا تو ہمنے عجب انداز کیا
پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچے تصویر اوسے جلوہ گہ ناز کیا
چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کیا خوب کھچا نقشا ہی
خاکہ انگارۂ کف دست ید بیضا ہی

کیون نہ سو جان سے ہو گلزار بہار معنی
محو رنگینئ تصویر سراپائے بنی
یہ وہ صورت ہی کہ دیکھے نہ سنے ایسی کبھی
تھی یہ تصویر مقدس کہ ازل مین جو کھچی

ناز سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین
اور تصویر یہہ بول اوٹھے کہ اللہ رے مین

کیسی تصویر کہ ہی صبح بہار امکان
کیسی تصویر کہ ہی آئینہ پرواز جہان
کیسی تصویر کہ ہی لوح و قلم نور افشان
کیسی تصویر کہ ہی آپ مصور حیران

کیسی تصویر کہ سب صل علی کہتے ہین
کیسی تصویر کہ سب جل و علی کہتے ہین

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل
تیری صورت سے کھلے معنی ماقلّ و دل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں تو ہی افضل
انبیا شرح مفصل ہیں تو متنِ مجمل

تو ہی خورشید تیرے سامنے انجم ہیں نبی
تیرے شمسیہ سے تقویم کہن ہی قطبی

تو ہی داؤد نغم تو ہی سلیمان خاتم
خلت خاص خلیل و برکاتِ آدم
فکر یحیی ہی تو ذکر زکریا ہر دم
شکر یعقوبی و صبر دل ایوب بہم

حسنِ یوسف دمِ عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہی بس حق کی قسم یہہ تصویر
بسکہ آئینۂ وحدت میں ہی ضم یہہ تصویر
ہی دل و جان رسل فخر امم یہہ تصویر
عالم نور ہی سرتا بقدم یہہ تصویر

سایہ دنیا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لئے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لئے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہی
اسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی
سایۂ حق وہ شہ منزلت طہ ہی
سچ ہی محبوب جو لاثانی وہ یکتا ہی

لاکھہ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں
ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہیں

قد کی اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بخدا
اب آئینۂ باطن سے وضو کرکے ذرا
سجدۂ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا
انی وجہت کرو نیت صادق سے ادا

اٹھہ کھڑے ہو کی تعظیم یہی طاعت ہی
قد و قامت نہیں یہہ نعرۂ قد قامت ہی

عرش پر کرسی بچھائی ہی مراد ہن سا
ای فلک فکر باندازۂ ہمت ہی بجا

اب یہان آمد مضمون ہی کہ وحی یوحی
تو و طوبی و من و قامت محبوب خدا

ان مثالون سے تسلی نہین میرے جی کی
یعنے کچھہ قدر نہین آمد بالا ئی کی

راستی جوہر آئینۂ ایمان ہی دلا
دیکھے دو نو الف اوسکے تو کھلا یہہ نکتا

کہدے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمانکا
ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھیرا

سر آیان حدوث و قدم اول کو عبور
دوسرا اوسی امین ہی شمع سر طور

سر اقدس ہی حباب لب دریای قدم
سیم احمد کا ہی دامان احد سے منضم

درۃ التاج ہی اس بحر کا یہہ قطرۂ نم
ہین حدوث اور قدم دست و گریبان باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدا ایم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ ماایم ہمہ

لئے اُمت کے گنہ آپنے اپنے سر پر
دن گنے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر

مغفرت کیون نہ پڑے پانو یہان آ آکر
زلف مشکین کو دکھا کر یہہ کہین پیغمبر

ہان چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہی فرق ہمایون پہ جناب حق کا
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما

پر و بال افسر شہ پہ نہین کھولی ہی ہما
نہین سرکار یہہ سلطان جلالت کے شا جا

کشور کا کل پر پیچ و خم سرور ہی
نہ ختن ہی نہ خطا ہی نہ یہہ عنبر سر ہی

سلہ لفظ ایمان مین دو الف ہین ایک الف کی حذف سے لفظ ایمان باقی رہتا ہی اور دوسری کے حذف سے امین اور ایمان [illegible] کا ہی پس ظاہر ہی کہ پہلا الف جسکو دو پہلو حدوث اور دریا سے قدم پر جلوہ ہی الف احمد کا اور دوسرا الف کہ امین مین مانند شمع ہی الف احد کا ہی ۱۲

خوش نویس ازلی کا قلم نادرہ کار — ہر رگ و ریشہ سے ہی صاف یہ ست بہار
باغبانی ارم کا تحسین ای امت زار — زلف سرخط ہی کہ لکھا ہی بخط گلزار

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فرد و سیہ لکھا ہی خط طغرا مین

رخ پر نور کا ہی کاکل شکون سے ظہور — دیکھہ لو دامن بوسی کے تلے شعلۂ طور
سنبلی مین ہی عیان جلوۂ ماہِ پر نور — ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہی قلم سربزمین — لوح بسم اللہ ابرو جسی کہئے بیقین
مصحف گل ہی رخ خاتمۂ نسخۂ دین — سورۂ فاتحۂ مصحف گل ہی وہ جبین

یارون کے غنچہ مین کہئے یہہ شگوفہ کس سے
پڑہئے دیباچہ گلستان ارم کا کس سے

ای فلک تجھکو دکھانے نہ تھی پیشانی — ٹکرے ٹکرے ہی قمر مہر ہی پانی پانی
نسبت ذرہ و اختر بھی نہ تونے جانی — حیف کم مایگی و بارگہ سلطانی

چاندنی برج قمر مین نہ کتان کی چمکی
نہ لگی خانۂ خورشید مین چھت شبنم کی

ہین دو ابروے سیہ زیب جبین انور — طاق یا خانۂ خورشید کے آتے ہین نظر
نقشۂ ابرو کا دیکھائی جو عطارد لکھکر — سہ تو تیغ سے مریخ کے ہو دو پیکر

خواب مین بھی جو وہ زہرہ جبین پیش آئے
مشتری یوسفِ کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوی پیشانی انور ابرو — ہین اسی آئینہ صاف کے جوہر ابرو
ابروے دم خنجر ہین مقرر ابرو — موج دریا ہی شجاعت ہین سراسر ابرو

دیکھیے آئینہ ماہ مین تصویرین ہین
یا کھنچے معرکہ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی مابین دو ابروے سیاہ — کہ نظر آتی ہین وقت غضب شاہنشاہ
یہہ عجب نام خدا معجزہ خاص ہی واہ — الف اسم چھپائی ہی یہان بسم اللہ

لفظ و معنے مین عجب ابرونکی طاق ہوئی
الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئی

رگ جو کانٹا سی ہی تو شاہین ترازو ابرو — مردمک سنگ ہی اور پلہ ہی چشم دیجو
آنکہ پر جاے اگر جانب امت سر مو — صاف رکھے رہے میزان قیامت یکسو

پلے پردہ جو ہمارے ہو تو کیا کھٹکا ہی
مردم چشم کہین ہمنے اُسے تولا ہی

رگ ہی کانٹا تو خلش سے ہین دشمن کو پناہ — ابرو شاہین ہی تو پھر صید ہی ماہی تا ماہ
مردم چشم ترازو جو کرے تیر نگاہ — قدر انداز سخن بولین کہ ماشاء اللہ

چشم بیمار کی ہون کیون نہ اطبا طالب
نظریات سے بے بہرہ ہی میزان الطب

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہوا گاہ — منتظر چشم ہی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی نرگس کہین دیکھے ہی نہ بادام سیاہ — چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ ہی
چشمکین مارے سخن کو نظر فقیہ کہی

اک نیا نسخہ نکالوں دل پر جوہر سے
پلکیں اکسیر کی بوتی ہیں سنا اگر شے
صفحۂ پر سیم کی لکھیں جسے آب زر سے
وہ جو چشم یہ ہے آنچ رخ انور سے

صدقے ای دولت بیدار تیری سونی کی
ڈھیلی آنکھوں کی نہیں ڈھیلی ہیں یہ سونی کی

گوش پر نور تہ زلف شب آسا مستور
رنگ کا سکی صبا سنکے چمن میں مذکور
کہیں دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو گا ظہور
کبھی گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر سے حضور

گوہر وصف سے گر دامن دریا پر ہو
یوں صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دور ہو

سر فلک گوش قطب گرچہ یہہ تشبیہ ہی تیز
ہی زمین کعبۂ ابرو کی تری مردم خیز
چشم کا ہی یہہ اشارہ کہ کرو اس سے گریز
رخ کی میدان میں ہر اک ذرہ ہی شمس تبریز

گوش و بینی کو یہی دیکھکے سب کہتے ہیں
قطب اور صاحب انفاس یہاں رہتے ہیں

اب آئینہ خدین سنور سے مگر
یوسف حسن کا معراج ہی یا پیش نظر
سوچ او تھی ہی جسے بینی سمجھتے ہیں بشر
اور تشبیہ کہوں اس سے بھی کچھ بالاتر

خد کے آگے الف لفظ خدا بینی ہی
واہ خود بینی یہاں عین خدا بینی ہی

چشمہ فیض ہی حضرت کا لب جان پرور
شاخ ہی ابرو چشم مبارک ہی ثمر
نخل بادام وہ بینی ہی لب کوثر پر
اب کہوں بات بینی کی کہ یہہ سب کچھ ہی مگر

یہی حیرت ہی کہ انکا نہیں سایا دیکھا
دیکھی رخسار تہ حیز ذقن و لو کیا دیکھا

چشمۂ مہر سے اس بحر مین اب رونق ہی
وصف رخسار ادا کرنیکا مجھپر حق ہی
صفحۂ ماہ تنگ انگشت قلم سے شق ہی
رنگ رخسار سحر سا نہین جسکے فق ہی

مطلع صبح بیاضی ہی کہ نورانی ہی
حسن مطلع یہہ مگر فرد ہی لاثانی ہی

روبروائی جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شاست آجائے جو خورشید کو یہہ سودا ہو
شمع کی بھی دہوین اوڑجائین جو کچھہ دعوا ہو
بھور ہوجائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعان مقابل آئین
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائین

روبرو جلوۂ خورشید کی سایا کیا ہی
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہہ نکتا کیا ہی
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہی
اُمی ہونے مین بھلا آپکے شبہا کیا ہی

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفون مین سیاہی نہ رہی

لب شیرین ہی کہ اعجاز نہین جائے سخن
سوزنِ خامہ ہی ہرچند مسیحائے سخن
کیا لکھون وصف قلم ہی ید بیضائے سخن
ٹکڑے ٹکڑے ہی مگر خلعت زیبائے سخن

کار دی کہئے جو شفتالو سے وہ راضی ہی
در قطعاً جو وہ حلوا ہی تو مقراضی ہی

لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسی سے
آب حیوان نہ کہا خضر نے گو جیتے دے
دی نہ دم دیتی رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے
اب فقط رہ گئی خورشید کی چھوتے شوشے

کہون یاقوت تو وہ باتین یہان باتین نہین
لعل سمجھون او سے آنکھین سپر آئین نہین

مرحبا است مرحومِ رسول عربی
نوشدارو ہی تمھین بہر مسرت طلبی

دل تمہارا ابھی ہی پژمردہ زہی بوالعجبی
فیض یاقوتی لعل لب جان بخش نبی

اور جو ریش مبارک پہ وضو کا نم ہی
قوت دل کے لئے شربت ابریشم ہی

فکر وصفِ دُرِ دندان مین کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہو اوسکی صفت کیا ممکن

رات بھر تارے ہی گنتی رہی بیٹھے محسن
یون تو ثابت ہی کہ سیارے ہین روشن لیکن

غور سے دیکھو تو بس شیشے کے تجھالے ہین
یا لب ساغر گردون کے یہہ تبخالے ہین

قطرہ جب سایلِ تشبیہ ہوا رو رو کر
پانی پانی مین ہوا جوشِ مروت سے مگر

آیا دامن مین لئے گرد یتیمی گوہر
معنی تازہ طبیعت سے کھلے یون دل پر

کہ درین قطرۂ سایل نم لاتنہر نیست
وز پی دُرِ یتیم آیۂ لاتقہر نیست

فال بے مصحف عارض سے ہیں لوگ بہم
رشک سے خون ہوا سینۂ عیسیٰ مین دم

تو علا سین انا سید ولد آدم
طور سینا پہ پسینے سے ہوی موسیٰ نم

حق مین یوسف کی سلاسل ہوی دندانہ سین
ذکر ارہ ہوی بہر زکریا سین

اک تبسم ہی کلید درِ جنت ہی یہان
نامۂ بخشش امت ہی جو حضرت کی زبان

ہوی غفار کی دندانہ تشدید عیان
لفظ اللہ سر نامہ ہی سلک دندان

نامہ ملفوف لبون مین ہی بطرز دلخواہ
ہی لفافہ پہ خط پشت لب انشاء اللہ

ای سخندان کئے عمر دہن کسنے بیان
پوہنچی ہین حقۂ گوہر کی جگر تنگ دندان
ملگیا خاک مین جو چشمۂ آب حیوان
درج یاقوت مین ہی آتش حسرت کا دہوان

مثل حقہ کی کلی کا بھی لگا دم گھٹنے
پستہ کی منہ پہ لگی صاف ہوائی چھٹنے

کوئی کہتا ہی کہ اوسکو شکرستان کہیے
خضر بولے کہ اوسے چشمۂ حیوان کہیے
کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے

جس جگہہ گذرے وہان تذکرہ تازہ ہوا
واقعی یہ تو عجب صاحب آوازہ ہوا

غنچہ نے پیش کئے گرچہ ہزارون مضمون
مین شگاف قلم صنع اسے کیون نہ لکھون
گفتگو اسمین ہی بولی مری طبع موزون
جس سے ظاہر ہوا سر خفی کن فیکون

شعرا نے اوسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا

خط کو کیا خط شکست دل اعدا کہئے
یا کہ فرمان خدا کا خط طغرا کہئے
خط یاقوت لب حضرت عیسی کہیے
اور یہہ کچھہ نہ سہی خط شفیعا کہئے

خط کی روداری سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہی شفاعت کی سند خط شفیعا ہمکو

رخ پر نور ہی قرآن کا پہلا نسخا
مشکل ازبس کہ تھا مضمون دہن کا نکتا
ہاتھہ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
اسلئے حاشیہ لکھا ہی خط رنگین کا

رخ جو ایمان ہی تو اک جزو ہی یہہ ایمان کا
ہی نیا حاشیہ یہ منہہ بھی قرآن کا

نگہ پاک الف صاد ہی چشم زیبا
چہرہ پر ہی خط گلزار سے یعنے لکھا
لام گیسو ہی سر مو نہین کچھ فرق اصلا
کہ وہ ہی اصل پی خلقت دین و دنیا
جمع خاطر ہو تو یکجا یہہ مضامین کیجیے
دیکھین تضمینین بہت اک نئی تضمین کیجیے

لیلۃ القدر مین گیسو کی مجھے دھیان آیا
یہ کھلا دیدۂ ظاہر کا او تھا جب پردا
کسکی تعظیم کو خم کعبۂ ابرو ہی دلا
کہ مصلی نگہ پاک ہی حافظ ہی خدا
زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف
رحل ہی جسپہ بھلا رکھا ہی قرآن شریف

تو لگائی ہی یہی روشنی طبع ولا
نہین پروانگی پاتی ہی مگر فکر رسا
شمع کافوری گردن کا دکھائی جلوا
پر یہان جلتے ہین جبرئیل کی اندیشہ کجا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہی
آتش حسن گلوسوز کا یہہ شعلہ ہی

بارک اللہ وہ گردن ہی کہ فوارۂ نور
کیون نہ اس رشک سے مینائے بہشتی ہو چور
جس سے ڈوبی عرق شرم مین ہی شمع طور
گردن ذوق جھکائی ہی یہان حق منظور
حق تو یہ ہی کہ نہ گر چاشنی اسکے ہاتھ آئے
خلد مین شربت دیدار حق اچھو ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہہ روشن
ہی تجھے کس لئے ای خامۂ ایجاد کہن
کہ شب فکر مین افروختہ ہی شمع سخن
انتخابی ہین سب اشعار بیاض گردن
ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

سخن مہر نبوت ہی عجب سر تا سر   خاموشی مہر و ہین ہی یہ ہوا ہون ششدر
مہر کی پشت کی فقرو نسے یہہ حقنے لکھکر   کہ ہوا نامہ پیغامبری ختم اوسپر

آئی اُسپر بھی جو بنکر شقی گمراہ
ختم اللہ علیٰ قلوبہم انا للہ

مہر انور کی جو معلوم ہوئے حرف تمام   کلمہ اُسمین لکھا تھا نہین کچھہ اُسمین کلام
راست ہی دعوئے مقبولی دین اسلام   ایک کو مہر شہادت ہی اگر ہین وہ نام

نئی انداز کی یہہ مُہر ہوئی عالمگیر
ایک سکہ مین کُھدا نام شہنشاہ و وزیر

عام حضرت کی نبوت ہی شک اسمین کیا ہی   مہر بھی معجزۂ عام بہت خاصہ ہی
کوئی فرعون سا گر منکر بے پروا ہی   تو سر دست یہی مُہر ید بیضا ہی

اور پریون مین اگر کفر کی طغیانی ہو
شیشۂ دل پہ یہی مہر سلیمانی ہو

دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہی   شاخین مخملین جو کہون شاخ گل رعنا ہی
نغمۂ ناطقہ اس باغ مین چپ بیٹھا ہی   بلبل طبع ہزارہ کا یہان غنچا ہی

ہاتھہ باندھی ہوئی جبریل کھڑے رہتے ہین
دست گلچین پہ یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھہ کھینچا ہی مصور نے یہان رنگ ہی فوق   قلم انگشت شش ہی کف افسوس ورق
پر مری خامہ نے جب صفحہ کو بخشے رونق   سینۂ کلک عطارد ہوا حسرت سے شق

رنگ و بو ظاہر و باطن کے سب اک جا ہوکر
میرے ہاتھون پہ تصدق ہوئی گجرا ہوکر

ہاتھ سے آپکے جاری رہے احکام خدا
ہاتھوں ہاتھ اوسنے اداکردے سامان قضا
دست تقدیر سے وہ دست دگرگون ہی رہا
دوستو ہاتھ تمہارے ہی اب انصاف اوسکا

ید بیضا کو اگر داغ حسد ہی تو رہے
کیون ید اللہ اوسے قوت بازو نکہے

ید بیضا نے سنے ہاتھ کے چرچے اکثر
لاجرم خامہ قدرت نے بھرا رنگ دگر
آبلہ جلکے ہوا چھالے سفیدی اکثر
شعلہ طور کو فی الجملہ چمکتا پاکر

خوب زردی و سفیدی کا تماشا دیکھا
بیضۂ نیم برشت ید بیضا دیکھا

بند دست آپکا ہی یا کوئی خمسہ کا بند
انگلی ہر ایک ہی وہ مصرع موزون و بلند
طبع اوستاد ازل بھی ہی عجب نازک بند
انگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند

مجھکو فخر صفت پنجۂ اقدس بس ہی
اس مسدس کی شرف کو یہ مخمس بس ہی

پنجۂ خور کی شش و پنج سے ہوناکیا ہی
بسکہ ہر عضو مین وحدت کا یہان جلوا ہی
بیگمان پنجہ پر نور بنی یکتا ہی
شبہہ ہر انگلی پہ انگشت شہادت کا ہی

دیکھو ز کہتی ہی ناخن کا کف دست کمال
ہی یہان بدر بھی انگشت نما مثل ہلال

روشنی دے اسے یارب کہ میرا دل ہی سیاہ
مہر انور ہی ہتیلی مہ نو ناخن شاہ
ماہ کہتا ہی کف دست کو بیشک ہی گناہ
دونو جسوقت مقابل ہوئی اللہ اللہ

ہمنے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا
اک گھڑی مین مہ نو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور | دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے بہی حیران ہو کر | لوح محفوظ ہی یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوانِ رسالت کا عجب سینہ ہی
صورتِ علم لدنی کا یہ آئینہ ہی

بال آئینہ تن پر نہین واللہ مگر | خط باریک ہی اک سینۂ نورانی پر
کیون نہو سینہ سیہ مست بہار دیگر | سایۂ سنبل جنت ہی بر وے کوثر

خط مشکین بسر سینۂ انور کہئے
آب آئینہ مین یا موجۂ عنبر کہئے

سینہ پر حضرت موسیٰ کی پڑی شب کو نگاہ | نہ ملی اونکو بہی اس وادیٔ ایمن کی راہ
جادۂ راہ سے جبریل مگر تہے آگاہ | بولی دیکھو یہ ہی خس پوش تہ خط سیاہ

رہنمائی کو یہان خضر دل حق جو ہی
کیا ہوا سینہ کا سیدان جو مقام ہو ہی

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہی بال جبریل | اور ہی فکر رسا سیر دو عالم کی کفیل
نکلے ہر گو می نازک سے کمر کی تشکیل | ہی بجا ہم عددِ لفظ عدم ہی جو عدیل

قاف تک ہمنے بہت کاف کمر دہونڈا ہی
کمرین دیکھین ہین پر ایسی کمر عنقا ہی

اس جگہہ پر غلط اور ونکی کمر کا ہی خیال | یہ ہی سرمایہ اقبال تو وہ ہین اک بال
خود شجاعت نہین جب سامنے اسکے کچہ لال | پہر شجاعونکی کمر سے اوسے کیا دیجے مثال

سنکے اوصاف شجاعان جہان کہر ہٹین
چہتے سیدان مین جو آئین تو ہرن ہو جاوین

خط نسخ مین لکھوں تو کہوں اک نکتا
واہ کیسا کرون پہ یہہ خط نسخ کھچا

لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صل علی
کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سے استثنا بھی
یہہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا الا بھی

سر عالم ہی فدا سے قدم پاک نبی
ہاتھہ آیا ہی جو کاغذ تو یہہ حسرت ہی نئی

وصف مین جسکی سخندان کا لگ گھستے جی
نہین چلتا ہی لگے پاے قلم مین مہندی

سر بزانو ہے یہان کیونکہ سخن گو بیٹھین
انبیا جسکی مقابل مین دو زانو بیٹھین

کعبۂ دین ہین یہہ قبلۂ ایمان دونو
ہین قدم بوس یہان یوسف و اخوان دونو

انکی پابند اطاعت ہین دل و جان دونو
وقف پامالی ہوے مور و سلیمان دونو

مثل بلبل کی سر راہ بچھائین گل چشم
فرش یون گلشن قالین کا بنے بلبل چشم

گل شرمندہ صفای قدم دلجو سے
جوہر فکر کھلے گرچہ ہر اک پہلو سے

شاخ نسرین ہی خجل ساق کی رنگ و بو سے
کھل گئی قلعی مگر آئینۂ زانو سے

ہی سکندر کو بھی حیرت عجب آئینہ ہی
طوطی کو سکتہ ہوا کیا غضب آئینہ ہی

بزم مین تذکرہ پاے ہی گر سن پاے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشای پہ آے

شمع کو رشک سے جل جا مگر سر نہ اٹھاے
گرہ ابروے خوبان کی حقیقت کھل جاے

ماہ نو گر کہین ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک مین خلش تازہ کرے

تو مبارک ہو قدم بوسی حضرت محسن
اب نہین باقی ہی کچھ خواہش ہمت محسن
کس کو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن
آرزو اتنی ہی بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤن جو نقش قدم سرور پہ
عاف محشر کی زمین رکھلون اوٹھا کر سر پہ

ہی یہہ امید کہ جب کرم ہو بازار نشور
تو سراپا ہمین دو تم عوض حور و قصور
یون کہے بادشہ بارگہ عالم نور
مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

صفت حاضر ہی مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوتے دامون بکے یوسف کی یہہ تصویر نہین

نغمہ پردازی بلبل خوش خوان چمن طبع مصنف در گلشن تاریخ تصنیف سراپا

حلیہ اشرف نسل آدم
صلی اللہ علیہ و سلم

تمت

محررہ سید ابراہیم ۱۲۷۶
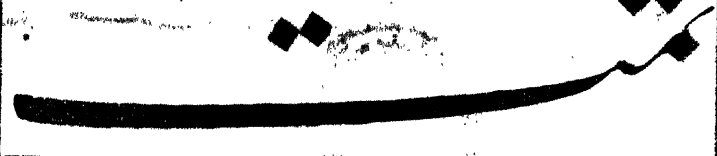
خاتمة الطبع

سراپا زیبائی و همه تن رعنائی گروه سر شاهد سخنی است که حلهٔ صدق در بر و تاج بر سر دارد
اعنی سخن نعت شیرین سخنی که حضرت سخن آفرین خود سخن سنج ثنای اوست و روح اوست :
روح الامین پروانهٔ شمع زیبای حرف منقبت سراپا نور فدای او قیس سراپا قصور که سر از
پا نشناسد سر انداخت که بهج گوهر کلامی که از لب **محمد محسن** کاکوروی به نعت آن افصح بنی
عدنان که ما ینطق عن الهوی حق وی است از دفتر مدایح بی انتهای او وَاِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی
توصیفیست از جملهٔ اوصاف کلام زیبای او چکیده زیور گوش سخن فهمان گردیده لب گشاید اما حیرت
مهر لب است او کمی خبرت پرده روی مطلب سبحان الله مقبول کلامی که قدسیان شور صل علی و علویان
غلغلهٔ سبحان الله بگوش سخنور میرسانند و آیهٔ حسن پیرایهٔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ
در شان آن محسن آفاق مختص پیدا است آشفتگان جمال محمدی و دلبستگان حلیهٔ احمدی را
مژده باد که چنین جذبهٔ جمیله از حجلهٔ نظر فریبی آمده پا در راه ظهور نهاده و کمر بدلبری بسته و دست
بجان بائی گشاده یعنی حافظ **محمد نظام الدین** جوش سراپا دانش و همه هوش ستوطن کول حفظه الله
تعالی که تمام همتش در تحصیل مثوبات مصروف و با حراز ذخایر حسنات مشغوف است خواست که همه اخوان
مسلمانان از تحصیل شرف ثواب زیارت مصحح تا تنویر **سراپای رسول اکرم** صلی الله علیه وسلم
محروم نمانند انجمیله مسدسی را که بشش جهت عالم نظیرش و رقوت تخلیه بناید زیب افزای حلیهٔ الطباع تا بید
لاجرم **محمد حسین خان** که بحسن عقیدت و صفای طینت نظیر خود ندارد در مطبع **مصطفائی دهلی**
[illegible] بدست خوش قلم عطارد شیم **محمد نور شاه** که قلمش شعلهٔ طور و رقمش شعشعهٔ نور دادیده آفتابینش همسری
با ضمت دارد و سواد روشنائی حروفش داغ بر دل ماهتاب میگذارد و بحلیهٔ طبع آراست و از نسخه که خود
مصنف باجازت طبع [illegible] نقل [illegible] و بتصحیح تمام سوم حج سنه هجری روز یکشنبه بزیور انطباع پیراسته بود
بلند تابی در مطبع مظهر العجائب مدراس مطبوع گردید الحمد لله اولا و آخرا تمت